۱۹۵۲ء میں جب ادارے نے اشاعتی کام کا آغاز کیا تو چند پرانی سی مشینیں تھی۔ اب جدید ترین مشینیں نصب ہیں اور اعلیٰ ترین معیار پر اشاعتی کام انجام پا رہا ہے۔ ستمبر ۱۹۸۲ء میں تیرہویں "ورلڈ پینٹے کوسٹل کانفرنس" نیروبی میں منعقد ہوئی تو اس کی جملہ اشاعتی و طباعتی ضرورتیں ادارے نے پوری کیں۔ (دی اسٹینڈرڈ- نیروبی، ۲۸ نومبر ۱۹۹۲ء)

ایشیا

پاکستان: آل پاکستان کیٹیکیٹیکل کانفرنس ـــ قرارداد و سفارشات

["عالم اسلام اور عیسائیت" بابت ماہ اگست ۱۹۹۲ء میں جس "کل پاکستان کانفرنس برائے مذہبی تعلیم (All Pakistan Catechetical Conference)" کی اطلاع دی گئی تھی، وہ پروگرام کے مطابق ۲۶ سے ۳۰ اکتوبر تک پاسٹرل انسٹی ٹیوٹ ملتان میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس نے جو قرارداد اور سفارشات منظور کیں، پاسٹرل انسٹی ٹیوٹ ملتان کے مجلّہ "اچھا چرواہا" سے ذیل میں نقل کی جا رہی ہیں۔]

ایک سال کی ان تھک تیاری کے بعد پہلی آل پاکستان کیٹیکیٹیکل کانفرنس پاسٹرل انسٹی ٹیوٹ ملتان میں منعقد ہوئی۔ جس کا اہتمام نیشنل کیٹیکیٹیکل کمیشن نے کیا تھا۔ کانفرنس کا افتتاح عزت ماب لوئی جی بریسن پاپائی سفیر کے دست مبارک سے ہوا۔ کانفرنس میں کل ۶۳ مندوبین شریک ہوئے۔ جن میں ۵ بشپ صاحبان، ۱۵ کاہن، ۱۳ راہبات، ۴ برادر صاحبان، ۶ اساتذہ صاحبان، ۲۰ عامتہ المومنین شامل تھے۔ میجرز ریلیجس سپریرز کانفرنس اور کرائسٹ دی کنگ سیمنری کے نمائندگان کے علاوہ چھ اسقفیائی کمیشن شریک ہوئے۔ کانفرنس کے اختتام پر مسیحی رسالت کے لیے آٹھ سالہ ایک مجوّزہ لائحہ عمل مشترکہ طور پر منظور کیا گیا۔

تمہید

ہم پاکستان کی چھ ڈایوسیسوں کے مندوبین اس کانفرنس کے سلسلے میں ملتان میں ۲۶ سے ۳۰ اکتوبر جمع ہوئے ہیں تاکہ اکیسویں صدی میں مسیحی تعلیم کے تقاضوں پر غور کر سکیں۔ ہم نے تبادلۂ خیالات، شراکت اور لطوریائی عبادات میں زندہ مسیح کی موجودگی کا تجربہ کیا ہے جو ہمیں اکیسویں صدی میں مسیح کے پیغام کی ترسیل میں اپنی بلاہٹ کا ادراک حاصل کرنے کے لیے بلاتا ہے۔ عزت ماب سی ـ سپرا انجمن برائے کلرجی اور بشپ جے ـ اوباک انجمن برائے بشارت اقوام کے پیغامات نے

ہمیں جلا بخشی اور ہماری کاوشوں کی پذیرائی کی ہے۔ ہم نے پہلے سے کہیں زیادہ شدّت سے یہ محسوس کیا کہ کلیسیا کی زندگی اور رسالت و خدمت میں مسیحی تعلیم ناگزیر اور مرکزی کردار ادا کر سکتی ہے۔

بنیادی اصطلاح "علم المسیحی تعلیم"

ہم علم المسیحی تعلیم کی اصطلاح کی تشریح کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ اس سے ہماری مراد ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے ہم خدا کے پیغام کو ایمان داروں کی جماعت تک منتقل کرتے ہیں۔ تاکہ ان سے شخصی ایمان، فعال گواہی اور متحرک نشوونما پا سکے۔ مسیحی تعلیم کو محض اسکول کی حد تک محدود نہ رکھا جائے۔ بلکہ اس کا دائرہ کار وسیع اور جامع زندگی پر محیط ہونا چاہیے۔ اور اس کا ربط انسان کی ہمہ گیر شخصیت سے ہو۔

اور مسیحی تعلیم کو اپنے مخاطبین کے ثقافتی اور معاشرتی ماحول کے مطابق ڈھالا جانا چاہیے۔ مسیحی تعلیم تجدید کے تناظر میں سمجھی جانی چاہی یعنی مسیحی تعلیم کا نقطہ آغاز انسان ہے۔ وہ جس اور جیسے بھی ماحول سے ہو۔

مسیحی تعلیم کا نصب العین انسان کے انسان، خدا کے ساتھ تعلقات کی گہرائی اور زندہ مسیحی جماعت کی تشکیل کرنا ہے جو خدا کی بادشاہی کا نمونہ اور گواہ بنے۔

مسیحی تعلیم کی موجودہ صورت حال کا جائزہ لیتے وقت ہم نے ان بے شمار مثبت اقدامات کو سراہا جو گزشتہ سو برسوں کے دوران کیے گئے ہیں اور جن کے وسیلے ہمارے لوگوں کو ایمان کی نشوونما میں مدد ملی۔ ہم ان پاسبانوں، راہبانہ جماعتوں، مشیران انجیل، مسیحی معلمین اور والدین کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں جنہوں نے لوگوں کے ایمان کی تشکیل میں مدد دی۔ ہم نیشنل کیٹیکیٹیکل کمیشن کی گزشتہ پچیس سالہ خدمات کو بھی سراہتے ہیں۔ خصوصاً ان خدمات کو جو اس نے نصاب سازی کے سلسلے میں سر انجام دی ہیں۔ البتہ ہم نے اس امر کو بھی شدت سے محسوس کیا ہے کہ ہمارے لوگوں کی ۸۰ فیصد آبادی مسیحی تعلیم کی جدت اور منظم طریقہ ہائے کار کی متقاضی ہے تاکہ مسیحی تعلیم کے اہم تقاضوں کو پورا کیا جا سکے۔

مستقبل کے چیلنج

تبادلۂ خیال کے دوران میں ہم نے محسوس کیا کہ ہماری کلیسیا کو بے شمار تقاضوں کا سامنا ہے۔
۱۹۴۷ء سے ہم اسلامی جمہوریہ کے ماحول میں اپنے ایمان کی گواہی دے رہے ہیں اور گزشتہ ۱۵ برسوں کے دوران اسلامائزیشن کے عمل نے ہماری سیاسی، سماجی اور خاندانی زندگی کو بے حد متاثر کیا ہے۔
۱۹۷۲ء میں مسیحی تعلیمی اداروں کے قومیائے جانے کے عمل نے ہمارے بچوں کو ایمان کی

تربیت کے بنیادی حق سے محروم کر دیا۔ سینکڑوں بچے غیر مسیحی اسکولوں میں زیر تعلیم ہیں۔ جہاں مسیحی تعلیم کی تدریس ناپید ہے۔

صنعت کاری کی طرف بڑھتے ہوئے رجحان نے ہمارے لوگوں اور ماحول پر گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔ بے شمار خاندان دیہات سے بڑے صنعتی شہروں کا رخ کر رہے ہیں جہاں وہ غربت اور پس ماندہ ماحول میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور انہیں اپنے ایمان کے مطابق زندگی گزارنے میں لاتعداد مشکلات درپیش ہیں۔ وہ اپنا بیشتر وقت دو جگہوں پر ملازمت کرنے میں صرف کرتے ہیں اور نتیجتاً بچوں کی مسیحی تعلیم و تربیت کے لیے ان کے پاس وقت نہیں ہوتا۔ بنیاد پرست فرقے ہمارے بے شمار مومنین کو مختلف جھانسے دے کر کلیسیا سے دور لے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ تعلیم یافتہ لوگ بھی مشکلات اور گمراہیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

ابلاغ عامہ کے اثرات ہمارے سامنے ایک بڑا چیلنج بن کر ابھر رہے ہیں۔ ٹی وی، وی سی آر، سیٹلائٹ ابلاغ ہمارے عقائد، روّیے اور اخلاق پر اچھے اور برے دونوں اثرات مرتب کر رہے ہیں۔

قبائلی لوگوں کے مابین کلیسیا کو تعلیم اور بشارتی عمل میں مسلسل چیلنج درپیش ہیں جن کے لیے نئے اور ایسے طریقہ ہائے کار کی ضرورت ہے جو ان کے مقامی حالات، ثقافت اور ضروریات کے مطابق ہوں۔

ایک اور چیلنج جو ہمیں درپیش ہے۔ وہ آبادی کے تناسب کے لحاظ سے ایمان کے معلمین اور محرکین کی تعداد کے ناکافی ہونے کا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس چیلنج کا سامنا کرنے کے لیے عامتہ المومنین اور خاص کر والدین کو اپنے بچوں کی تعلیم میں سرگرم اور ذمہ دار کردار ادا کرنے کے لیے شامل کیا جائے۔

لائحہ عمل کے لیے تجاویز

مسیحی تعلیم کے سلسلے میں ہم عصر تقاضوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ہم "نئے انسان" کی تعلیم و تربیت کی بدولت نئے آسمان اور نئی زمین کے قیام کے رویاء دیکھ رہے ہیں۔ ایک ایسا انسان جو خدا کی بادشاہت کی اقدار امن، محبت، سچ، انصاف اور آزادی کو محسوس کرنے کا اہل ہو۔ لہٰذا ہمیں اپنی اپنی ڈایوسیس میں گواہی دینے والی اور پیغمبرانہ کردار ادا کرنے والی کلیسیا کے قیام کے لیے جدوجہد کرنا ہے۔

ا۔ تجویز کیا جاتا ہے کہ تاریخی تبدیلی وجود میں آئے کہ مسیحی تعلیم، اسکول محور سے گھر محور تعلیم کی جانب گامزن ہو۔ مسیحی تعلیم و تربیت کی پہلی درس گاہ گھر اور خاندان ہے۔ اب وقت آن پہنچا ہے کہ والدین اپنی بلاہٹ کو محسوس کرتے ہوئے مسیحی ایمان اپنے بچوں کو منتقل کریں۔ کیونکہ وہی بچوں کے

پہلے معلّم اور مبشر ہیں۔ وہ خاندان میں ایک دوسرے کو بشارت دیں۔ گھر میں مناسب، موزوں اور موثر مسیحی ماحول پیدا کریں اور ضروری مذہبی رسومات اور خاندانی واقعات کو منائیں۔

۲۔ مسیحی تعلیم پیرش جماعت کی بھی اہم ترجیح ہونی چاہیے جس کے توسط سے پاسبانوں اور ایمان کے واعظوں کی بدولت ممکن ہوسکتا ہے۔ پیرش پریسٹ کو چاہیے کہ وہ والدین کی ایک بشارتی جماعت تشکیل دے جو دیگر والدین کو ان کی ذمہ داریوں کے بارے میں تعلیم دے اور اس امر میں خواتین کی شمولیت کو یقینی بنایا جائے۔ ان رضاکار معلمین کی تربیت کا اہتمام ڈایوسیس کی کیٹیکیٹیکل ٹیم کے ذمہ ہو۔

۳۔ ہمارے مبشران انجیل کو چاہیے کہ وہ مسیحی تعلیم کی تدریس کو اپنی بنیادی ذمہ داری تسلیم کریں۔ نظام کو تشکیل دینے کی ضرورت ہے۔ جو ایمان کی تربیت کرنے میں مبشران انجیل کے کام میں حائل نہ ہو۔ اور مناد صاحبان کو بیک وقت بے شمار خاندانوں کی چوپانی ذمہ داری نہ سونپی جائے، تاکہ وہ اپنی ذمّہ داریوں کو احسن طریقے سے انجام دے سکیں۔

۴۔ اسکولوں میں مسیحی تعلیم کو مزید بہتر بنانے کی ضرورت ہے اور اسکول کے سربراہ کو چاہیے کہ وہ مسیحی تعلیم کے لیے تربیت یافتہ اور ایمان سے بھرپور اور متحرک اساتذہ مقرر کرے جنہیں اسباق میں اخلاقی قدروں اور مثبت روّیوں کی تعلیم دیں۔

۵۔ ان تجاویز کے حصول کے لیے مسیحی تعلیم کے معلّمین کی تربیت لازمی ہے۔ ہمیں مسیحی تعلیم کے ماہرین کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں ایسے الہیاتی اداروں کی ضرورت ہے جو عامتہ المومنین کی ملکی سطح پر تربیت کر سکیں۔ پاکستان میں عامتہ المومنین کی الہیاتی تعلیم و تربیت کے لیے ایک قومی ادارے کے قیام کی ضرورت کو محسوس کیا گیا۔

۶۔ سیمینریوں اور راہبانہ جماعتوں کی تربیت گاہوں کا رخ مستقبل کے تقاضوں کا سامنا کرنے کی جانب موڑنا چاہیے۔ اس کے لیے انہیں اپنے طالب علموں کے ذہن و سوچ میں، رویوں میں تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔ کلام کی خدمت کے لیے عمر کے لحاظ سے مختلف گروپوں کو مسیحی تعلیم میں شامل کرنے کی ضرورت ہے جن میں نئے اور جدید دور کے طریقہ ہائے تدریس اور تدریسی مواد پر زور دیا جائے۔

۷۔ موجودہ الیکٹرونک ابلاغ ثقافت کو ہماری ایمانی تربیت کا حصہ بننا چاہیے۔ مسیحی تعلیم کے معلمین کے لیے سمعی و بصری مواد مہیا کیا جائے۔ اور ساتھ ساتھ روایتی اور ثقافتی ذرائع ابلاغ کو استعمال میں لایا جائے۔ مثلاً ڈراما، لوک موسیقی اور پتلی تماشا وغیرہ۔

۸۔ ہم نے تجویز کیا کہ کانفرنس کے دوران مسیحی تعلیم کی تجدید کے لیے ایک لائحہ عمل تیار کیا جائے اور اس پر تبادلۂ خیال کیا جائے اور اسے حتمی شکل دے کر ہر ڈایوسیس میں منظور کیا جائے اور مشترکہ نصب العین یعنی چھوٹی اور متحرک مسیحی جماعتوں کے ذریعے خدا کی بادشاہت کی تعمیر پورے جوش و جذبہ سے عمل میں لائے۔

۹۔ ہم صدق دلی سے سفارش کرتے ہیں کہ آئندہ سال کے دوران بشپ کانفرنس اور کیٹیکیٹیکل کمیشن کے تعاون سے مسیحی تعلیم و تدریس کے لیے قومی سطح پر ایک جامع منصوبہ تیار کیا جائے تاکہ اکیسویں صدی میں ایمان کی تعلیم کی تربیّت کو مربوط اور منظّم طریقے سے چلایا جاسکے۔

نئی بشارت کے لیے دعا

اس عشرے میں پوپ جان پال دوم کی نئی بشارت کے جذبے کے تحت ہم امید اور دعا کرتے ہیں کہ آل پاکستان کیٹیکیٹیکل کانفرنس ہماری کلیسیا کے لیے فضل کا وسیلہ اور مرکب بنے، کہ وہ اکیسویں صدی کے تقاضوں کا امید اور حوصلے سے مقابلہ کر سکے۔ آئیں مل کر کانفرنس کے مشترکہ وژن کے لیے کام کریں یعنی مسیحی خداوند یسوع کی اس خواہش کو عملی شکل دیں کہ

"اے باپ تیری بادشاہی آئے۔"

دعائیہ اجتماع

۲۱دسمبر ۱۹۹۲ء کو قومی اسمبلی کے مسیحی رکن اور پاکستان مسیحی پارٹی کے رہنما جناب جے - سالک نے مینارِ پاکستان (لاہور) کے سبزہ زار میں ایک مشترکہ دعائیہ اجتماع کا اہتمام کیا۔ انہوں نے اجتماع سے قبل اپنی اپیل پر ایک لاکھ افراد کے جمع ہونے کا دعویٰ کیا تھا گو یہ تعداد تو پوری نہ ہو سکی تاہم معروف سماجی کارکن جناب عبدالستار ایدھی، جناب جے - سالک کی دعوت پر اجتماع میں بطور مہمانِ خصوصی شریک ہوئے۔ ان کے علاوہ جناب حنیف رامے، خاکسار تحریک کے بانی علامہ عنایت اللہ المشرقی کے صاحبزادے جناب حمیدالدین مشرقی اور معروف شاعر قتیل شفائی نمایاں مسلمان مقرّرین میں شامل تھے۔

جناب حنیف رامے نے اپنی تقریر میں کہا "اے خدا! مندروں، مسجدوں، گرجاؤں اور گردواروں سے باہر نکل آ"۔ انہیں اس بات پر شکوہ تھا کہ شناختی کارڈ میں مذہب کا اندراج جیسے واقعات کیوں ہو رہے ہیں۔ جناب حمیدالدین مشرقی نے کہا کہ وہ "جے - سالک کے ساتھ ہیں۔ بابری مسجد کی شہادت حکومت کی ناکام خارجہ پالیسی کی مظہر ہے۔" جناب قتیل شفائی نے دعائیہ نظم پیش کرتے ہوئے کہا "اے خدا! ہمیں اپنے بندوں سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرما۔" مہمانِ خصوصی جناب عبدالستار ایدھی نے دعا کرتے ہوئے فرمایا "اے اللہ! ہمیں استحصالی معاشرے سے نجات دلا۔ غریبوں اور مظلوموں کی مدد کرنے کی توفیق دے۔"

اس اجتماع کے موقع پر پنڈال سے باہر لوگ بینر اٹھائے ہوئے تھے جن پر "بابری مسجد کی